اداریہ

دینی مدارس کا نصاب تعلیم اور موجودہ حکومت

برصغیر میں پہلے مسلمان کے داخل ہوتے ہی دینی مدرسہ کا وجود عمل میں آگیا تھا۔ اس دن سے ان میں اضافہ ہوتا رہا اور چراغ چراغ جلتا رہا اور لوگ دینی تعلیم اور ثقافت سے آگاہی حاصل کرتے رہے اور جوق در جوق دائرہ اسلام میں شامل ہوتے رہے۔ دینی مدارس کا اپنا خاص مزاج ہے۔ یہ کسی پرشکوہ عمارت کے محتاج نہیں ہیں اور نہ ہی ان کی بھاری بھر کم فیسیں ہیں اور نہ ہی سالانہ منظور کردہ بجٹ بلکہ دینی مدارس اللہ کے بھروسے پر وسیع زمین اور کھلے آسمان کے نیچے قال اللہ و قال الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم دینے میں مصروف ہیں۔ اس میں تدریسی خدمات دینے والے نہ کسی عہدے' منصب اور دنیاوی شان و شوکت کے متمنی ہیں اور نہ ہی کسی ستائش اور تمغہ حسن کارکردگی کے آرزو مند.... یہ درویش صفت علماء جو محض اللہ تعالی کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے عام چٹانوں پر بیٹھ کر رب العالمین کی تعلیمات کا پرچار کرتے ہیں۔ یہ بوریا نشین امت میں وہ روحانی غذا پہنچا رہے ہے۔ جسکی آکسیجن سے زیادہ ایک مومن کی ضرورت ہے۔ دینی مدارس کا نصاب تعلیم ایک ایسے علم پر مبنی ہے۔ جو اللہ تعالی نے بذریعہ وحی محمد رسول اللہ ﷺ پر نازل فرمایا۔ اور آپؐ نے کمال دیانت سے یہ تعلیم صحابہ کرام کو دی۔ اور یہ سلسلہ اس وقت سے جاری و ساری ہے۔ اور قیامت تک رہے گا۔ منہج نبویؐ پر مبنی یہ نصاب ہمیشہ انسانیت کی رہنمائی کرتا رہا۔ اور کوئی زمان یا مکان ایسا نہیں جو اس تعلیمات سے مستغنی ہو سکا ہو۔ دینی تعلیمات پر مبنی یہ منفرد نصاب جو اپنے اندر ایک عالمگیر نظام سمیٹے ہوئے ہیں۔ کہ اس کے فضلاء دنیا کے کامیاب ترین حکمران رہے۔ عدل و انصاف کے مثالی قاضی اور لاجواب منتظمین رہے۔ اسی نصاب کو پڑھ کر فقہ کی دنیا میں ایسے فقہاء پیدا ہوئے۔ جن کی آراء کو قابل تقلید سمجھا جاتا ہے۔ اور ایسے محدثین اور آئمہ ہوئے۔ جن کی تصنیف کردہ کتب آج بھی وہ اعلی وارفع مقام رکھتی ہیں۔ کہ جن کی تدریس اور تعلیم ایک اعزاز سمجھی جاتی ہے۔ صدیاں گزرنے کے باوجود ان کی تازگی آج بھی برقرار ہے۔

وہ لوگ جو دینی مدارس کے بارے مخصوص خیالات کا اظہار کرتے ہیں۔ اور ہمیشہ اس میں اصلاح اور تجدید کا اظہار کرتے ہیں۔ وہ دراصل اس کے تاریخی پس منظر اور اس کی اہمیت سے آگاہ نہیں ہیں اور نہ ہی وہ دینی مدارس کے مزاج اور اس کے نصاب تعلیم سے آگاہ ہیں اور نہ ہی انہیں اس کی ضرورت اور افادیت کا احساس ہے۔ وہ محض جدت پسندی میں اپنی رائے کا اظہار کرتے ہیں۔ اور ہر چیز کو ایک خاص زاویے سے دیکھنا چاہتے ہیں۔ مغربی تعلیم و تربیت اور طریقہ کار سے اس قدر متاثر ہیں۔ کہ انہیں ہر جگہ اس ماحول کو پیدا کرنے کی فکر دامن گیر ہے۔ اور یہی وجہ ہے۔ کہ ان کا خاص نشان دینی مدارس ہے۔

پاکستان میں ہر آنے والی حکومت میں چند افراد ایسے ضرور ہوئے جو مغرب کے وظیفہ خوار کا کردار ادا کرتے ہیں۔ اور دینی مدارس کو بطور خاص تنقید کا نشانہ بناتے ہیں۔ اور ان کے پیٹ میں دینی مدارس کے نصاب کو جدید بنانے اور ان میں کالجوں یا یونیورسٹیوں کا ماحول پیدا کرنے کا مروڑ اٹھتا ہے اور دینی مدارس کو قدامت پسندی اور علماء کرام کے کردار کو انتہائی بھونڈے انداز میں

بیان کرتے ہیں۔نہ جانے یہ نام نہاد ماہرین تعلیم اور مغرب زدہ طبقہ کس خوش فہمی میں مبتلا ہے۔پاکستان حکومت کے تحت چلنے والے کالج اور یونیورسٹیوں کے نصاب او روہاں کے فارغ التحصیل ہونے والوں کے بارے میں ان کی رائے بہت عجیب ہے۔ان کے خیال میں یہ لوگ زیادہ ترقی یافتہ اور روشن خیال ہیں۔حالانکہ سارا زمانہ جانتا ہے کہ ان کالجوں اور یونیورسٹی کے ماحول نے قوم کو کیا دیا ہے۔اور ہماری نوجوان نسل میں بے راہ روی اخلاقی گراوٹ 'اساتذہ کی بے ادبی معاشرتی طبقاتی تفریق کی سب سے بڑی آماجگاہیں یہی ادارے تو ہیں اور یہاں سے فارغ التحصیل ہونے والوں نے قوم کی کیا خدمت کی۔ بلکہ الٹا کوئی سند یا ڈگری لیکر بے روزگاروں کی قطاروں میں اضافے کا سبب بنا اور کاغذ کے اس ٹکڑے کی لیکر بے روزگاری پر ماتم کناں ہیں اور دن بدن اس میں اضافہ ہو رہا ہے۔

اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ حکومتی ایوانوں میں کام کرنے والوں کی اکثریت اپنی کالج اور یونیورسٹیوں سے گئی ہے اور چپڑاسی سے لیکر اعلیٰ افسر تک انہی اداروں کے ترتیب یافتہ ہیں۔ ان کی تعلیم و تربیت کے معیار کا یہ عالم ہے کہ پورا معاشرہ ان کے کرپشن بے ایمانی رشوت فریب اقرباپروری کا شکوہ کر رہا ہے۔اگر پچاس سال میں ہم نے ان کالج اور یونیورسٹیوں میں کوئی تبدیلی نہ لا سکے۔اور ان کے مزاج کو نہ بدل سکے۔اور روز اول سے لیکر اب تک ایسے بھی افراد تیار کر رہے۔تو حکومت کو یہ کس طرح زیب دیتا ہے کہ وہ دیگر اداروں کو بھی کالج اور یونیورسٹیوں کی طرز پر بنائے۔کیا یہ سچ نہیں کہ کالج یا یونیورسٹی میں زیر تعلیم طلبہ ہی جرائم کی دنیا کو آباد کرتے ہیں۔جبکہ اس کے مقابلے میں دینی مدارس کا ماحول انتہائی پاکیزہ اور صاف ستھرا ہوتا ہے۔جہاں اعلیٰ تعلیم کے ساتھ بہترین تربیت کا بندوبست ہے۔طلبہ میں تقویٰ و طہارت اور اللہ کی بندگی عاجزی وانکساری کا تصور روز اول سے پیدا کیا جاتا ہے۔انہیں دین محض فلسفہ کے طور نہیں بلکہ ایک مکمل ضابطہ حیات کے طور پر بڑھایا جاتا ہے۔یہ محض ایک بے ہودہ پروپگنڈہ ہے۔کہ دینی ادارے رجعت پسندی مذہبی تعصب اور فرقہ واریت کی تعلیم دیتے ہیں۔بلکہ حقیقت یہ ہے کہ دینی نصاب طلبہ میں وہ شعور پیدا کر دیتا ہے کہ وہ خود اچھے اور برے کی تمیز کرتا ہے۔سچائی کا ساتھ دیتا ہے۔شخصیت پرستی کی بجائے اللہ اور اسکے رسول ﷺ کی تعلیمات کو فوقیت دیتا ہے۔اس میں خودی پیدا کرتا ہے۔ایمانی قوت اور دینی حمیت کو اجاگر کرتا ہے۔اور اس میں احساس برتری پیدا کرتا ہے۔اس میں صبر اور قناعت پسندی پیدا کرتا ہے۔سادہ اور پروقار زندگی گزارنے کا درس دیتا ہے۔بنیادی انسانی حقوق کا تحفظ فراہم کرتا ہے۔طبقاتی نظام کی شدید مخالفت کرتا ہے اور محمود وایاز کو ایک صف میں کھڑا کر دیتا ہے۔

دینی تعلیم کے حاملین کبھی بھی پریشان نہیں ہوئے اور پورے وثوق کے ساتھ یہ تحریر کر رہے ہیں کہ دینی مدارس کا تعلیم یافتہ ایک نوجوان بھی بے روزگار نہیں ہوگا جو رزق کی تلاش میں کبھی بھی سند یا ڈگری کا محتاج نہیں ہوا۔

اگر ہم یہ عرض کریں تو بے جانہ ہوگا کہ پاکستانی معاشرہ میں جو تھوڑی بہت تہذیب یا شائستگی نظر آرہی ہے۔وہ انہیں دینی مدارس کا مرہون منت ہے۔انہی اداروں کی وجہ سے اسلامی تشخص قائم ہے اور لوگ اسلام کے بارے میں کچھ کچھ معلومات رکھتے ہیں اور دین اسلام کی تعلیمات جو کہ ہماری سب کی بنیادی ضرورت ہے یہی ادارے تو پوری کر رہے ہیں۔

لیکن وہ لوگ جوان اداروں سے انجانے خوف میں مبتلا ہیں۔ان کی کوشش ہے کہ انہیں بھی راہ راست سے ہٹایا جائے اور ان میں وہی ماحول اور کلچر پیدا کیا جائے جو ان کی کوششوں سے کالج اور یونیورسٹیوں میں ہے۔تاکہ ادارے تباہ و برباد ہو جائیں۔حقیقت یہ ہے کہ دینی اداروں کی اصلاح کی ہرگز فرصت نہیں بلکہ اصلاح کے قابل تو کالج اور یونیورسٹیاں ہیں اور ان کے نصاب کو اسلام کے سانچے میں ڈالنے کی اشد ضرورت ہے۔

ہم موجودہ حکمرانوں کو واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ وہ اپنے کام سے کام رکھیں اور دینی اداروں کی اصلاح کا خیال دل سے نکال دیں اور اپنی فکر کریں۔اور ان کے زیر سایہ چلنے والے کالجوں اور یونیورسٹیوں پر توجہ دیں۔اور ان کی حالت کو سنواریں۔تاکہ وہاں کا ماحول بہتر ہو۔اور بے روزگار کم ہو۔

امید ہے کہ ہماری معروضات پر ہمدردی سے غور ہوگا۔